مفتی محمد راشد ڈسکوی*

رمضان اور زکوٰۃ

اسلامی مہینوں میں سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ فضائل پر مشتمل مہینہ ''رمضان المبارک'' شروع ہونے والا ہے، اس ماہ مبارک میں بہت ساری عبادات انسان کی طرف متوجہ ہوتی ہیں، یہ مہینہ شروع ہوتے ہی انسانوں میں ذہنی، ایمانی اور اعمالی اعتبار سے بہت سی خوشگوار تبدیلیاں واقع ہوتیں ہیں، نہ صرف یہ، بلکہ ہمارے اردگرد کے معاشرے میں امن وامان، باہمی ہمدردی اور اخوت و بھائی چارگی کی ایک عجیب فضا قائم ہوتی ہے، چنانچہ اسی مہینے میں عام طور پر اپنے اموال کی زکوٰۃ نکالنے کا دستور ہے، اگر چہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا براہ راست رمضان المبارک سے کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ زکوٰۃ کے وجوب اور اس کی ادائیگی کا تعلق اس کے متعین نصاب کا مالک بننے سے ہے، لیکن چونکہ رواج ہی یہ بن چکا ہے کہ رمضان المبارک میں اس کی ادائیگی کی جاتی ہے اس لئے اس موقع پر مناسب معلوم ہوا کہ اس ماہ میں جہاں رمضان، روزہ اور ان سے متعلق ہر ہر عبادت پر لکھا جاتا ہے اور خوب لکھا جاتا ہے، وہاں اسی مہینے میں ''زکوٰۃ'' پر بھی لکھا جائے، تاکہ اس فریضے کے ادا کرنے والے پوری ذمہ داری سے اپنے اس فریضے کو ادا کریں، اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ذہنوں میں رہے کہ ہم معاشرے سے اس فضا کو ختم کرنے کی کوشش کریں جو اس وقت عمومی طور پر سارے مسلمانوں میں اپنا زور پکڑ چکی ہے کہ زکوٰۃ رمضان میں نکالنی ہے، بلکہ ہم یہ ماحول بنائیں اور اسی کے مطابق دوسروں کی ذہن سازی کریں کہ زکوٰۃ نکالنے والا اپنی زکوٰۃ کی ادائیگی میں زکوٰۃ کے واجب ہونے کے وقت کا خیال رکھتے ہوئے اس کے وقت پر زکوٰۃ نکالے، اور اس کے لئے رمضان کا انتظار نہ کرے، چنانچہ ذیل میں ''زکوٰۃ کن اموال پر واجب ہوتی ہے؟'' پر تفصیلاً اور کچھ دیگر مسائل پر اجمالاً روشنی ڈالی جائے گی۔

زکوٰۃ کا معنی ومفہوم:

زکوٰۃ کے لغوی معنی پاکی اور بڑھنے کے ہیں، اور شریعت کی اصطلاح میں ''مخصوص مال میں مخصوص افراد کے لیے مال کی ایک متعین مقدار'' کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ (الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الزکوٰۃ: 1/99، دار الکتب العلمیہ)

---

* استاذ ورفیق شعبہ تصنیف وتالیف، جامعہ فاروقیہ کراچی

زکوٰۃ کو زکوٰۃ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جب انسان مال کے ساتھ مشغول ہوتا ہے، تو اس کا دل مال کی طرف مائل ہو جاتا ہے، دل کے اس میلان کی وجہ سے مال کو مال کہا جاتا ہے، اور مال کے ساتھ اس مشغولیت کی وجہ سے انسان کئی روحانی و اخلاقی بیماریوں اور گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، مثلاً: مال کی بے جا محبت، حرص اور بخل وغیرہ۔ ان گناہوں سے حفاظت اور نفس و مال کی پاکی کے لئے زکوٰۃ و صدقات کو مقرر کیا گیا ہے، اس کے علاوہ زکوٰۃ سے مال میں ظاہری یا معنوی بڑھوتری اور برکت بھی ہوتی ہے، اس وجہ سے بھی زکوٰۃ کا نام زکوٰۃ رکھا گیا۔

الزكوٰة وهي الطهرة و معناها أن الزكوٰة طهرة لهم من أدناسهم، قال تعالىٰ: ﴿خذ من أموالهم صدقة تطهرهم و تزكيهم بها﴾ فإن الله تعالىٰ جعل المال سبباً لقوام معاشهم و خلقهم محتاجين مضطرين، والمضطر مفزعة إلىٰ من اضطر إلى نفسه فترك مفزعه و جعل الباب الذي صيّر سبباً مفزعاً لحاجته، فمال بقلبه عن الله تعالىٰ و لهذا سمي مالاً لميل القلوب عن الله تعالىٰ إليها فقد دنس بذلك.(نوادر الأصول للترمذي، الأصل الثاني والستون والمائة في صفة الأولياء و حقيقة الولاية أو التحذير من إهانتهم: 2/146 ، دار الجيل)

زکوٰۃ کی فرضیت:

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم ترین فریضہ ہے، اس کی فرضیت شریعت کے قطعی دلائل سے ثابت ہے، جن کا انکار کرنا کفر ہے، ایسا شخص دائرہ اسلام سے اسی طرح خارج ہو جاتا ہے جیسے نماز کا انکار کرنے والا شخص اسلام سے نکل جاتا ہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت کب ہوئی؟ اس سلسلے میں بہت سی آیات اور بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت ہجرت مدینہ سے پہلے ہوئی جبکہ دوسری طرف بہت سی آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی فرضیت ہجرت کے بعد ہوئی۔ چنانچہ اس بارے میں علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ نفسِ فرضیت تو ہجرت سے پہلے ہوگئی تھی لیکن اس کے تفصیلی احکامات ہجرت کے بعد نازل ہوئے، ملاحظہ ہو:

قوله: ﴿و أقيموا الصلاة و آتوا الزكاة﴾ أي: أقيموا صلاتكم الواجبة عليكم و آتوا الزكوٰة المفروضة.

و هذا يدل لمن قال: "إن فرض الزكوٰة نزل بمكة، لكن مقادير النصب و المخرج لم تبين إلا بالمدينة. والله أعلم". (تفسير ابن كثير، سورة مزمل، آيت نمبر: 20)

زکوٰۃ کے فوائد، ثمرات و برکات:

زکاۃ اللہ رب العزت کی جانب سے جاری کردہ وجوبی حکم ہے، جس کا پورا کرنا ہر صاحب نصاب مسلم پر

ضروری ہے، اس فریضہ کے سرانجام دینے پر انعامات کا ملنا سو فیصد اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، کیونکہ اس فریضے کی ادائیگی تو ہم پر لازم تھی، اس کے پورا کرنے پر شاباش ملنا اور پھر اس پر بھی مستزاد، انعام کا ملنا (اور پھر انعام، دنیوی بھی اور اُخروی بھی) تو ایک زائد چیز ہے، دوسرے لفظوں میں سمجھیے کہ مسلمان ہونے کے ناطے اس حکم کا پورا کرنا ہر حال میں لازم تھا، چاہے کوئی حوصلہ افزائی کرے یا نہ کرے، کوئی انعام دے یا نہ دے، لیکن اس کے باوجود کوئی اس پر انعام بھی دے تو پھر کیا ہی کہنے! اور انعام بھی ایسے کہ جن کے ہم بہر صورت محتاج ہیں، ہماری دنیوی و اُخروی بہت بڑی ضرورت ان انعامات سے وابستہ ہے، ذیل میں چند انعامات کا صرف اشارہ نقل کیا جارہا ہے، تفصیلی مباحث دیئے گئے حوالہ جات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں:

(1) زکاۃ کی ادائیگی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مال کو بڑھاتے ہیں۔ (البقرة: 267۔تفسیر جلالین، البقرة: 267۔و روح المعاني، التوبة: 104۔صحیح البخاري، کتاب الزکاة، باب الصدقة من کسب طیب. رقم الحدیث: 1410، 2/ 112، دار طوق النجاة)

(2) زکاۃ کی وجہ سے اجر وثواب سات سو گنا بڑھ جاتا ہے۔ (البقرة: 261۔ تفسیر البیضاوی: البقرة: 261)

(3) زکاۃ کی وجہ سے ملنے والا اجر کبھی ختم ہونے والا نہیں، ہمیشہ باقی رہے گا۔ (الفاطر: 29، 30)

(4) اللہ تعالیٰ کی رحمت ایسے افراد (زکاۃ ادا کرنے والوں) کا مقدر بن جاتی ہے۔ (الأعراف: 156)

(5) کامیاب ہونے والوں کی جو صفات قرآن پاک میں گنوائی گئیں ہیں، ان میں ایک صفت زکوۃ کی ادائیگی بھی ہے۔ (المؤمنین: 4)

(6) زکاۃ ادا کرنا ایمان کی دلیل اور علامت ہے۔ (سنن ابن ماجه، کتاب الطهارة، باب الوضو شطر الإیمان، رقم الحدیث: 280، دار المعرفة بیروت)

(7) قبر میں زکاۃ (اپنے ادا کرنے والے کو) عذاب سے بچاتی ہے۔ (المصنف لابن أبي شیبة، کتاب الجنائز، باب في الرجل یرفع الجنازة، رقم الحدیث: 12188، 7/ 473، دار قرطبة، بیروت)

(8) ایک حدیث شریف میں جنت کے داخلے کے پانچ اعمال گنوائے گئے ہیں، جن میں سے ایک زکاۃ کی ادائیگی بھی ہے۔ (سنن أبي داؤد، کتاب الصلاة، باب فی المحافظة علی وقت الصلوٰت، رقم الحدیث 429، 1/ 214، دار ابن حزم)

(9) انسان کے مال کی پاکی کا ذریعہ زکاۃ ہے۔ (مسند أحمد: مسند أنس بن مالك، رقم الحدیث: 12394)

(10) انسان کے گناہوں کی معافی کا بھی ذریعہ ہے۔ (مجمع الزوائد، کتاب الزکاة، باب فرض

الزکاه: 3/ 63)

(11) زکاۃ سے مال کی حفاظت ہوتی ہے(شعب الإیمان للبیهقي، کتاب الزکاة، فصل في من أتاه الله مالا من غیر مسألة، رقم الحدیث: 3557، 3/ 282، دار الکتب العلمیه)

(12) زکاۃ سے مال کا شر ختم ہوجاتا ہے۔(السنن الکبریٰ للبیهقي، کتاب الزکاة، باب الدلیل علی أن من أدی فرض الله فی الزکاة، رقم الحدیث: 7379)

اوپر جتنے فضائل ذکر کیے گئے ہیں وہ ہر قسم کی زکاۃ سے متعلق ہیں، چاہے وہ ''زکاۃ'' سونے چاندی کی ہو، یا تجارتی سامان کی، عشر ہو یا جانوروں کی۔

<u>زکاۃ ادا نہ کرنے کے نقصانات اور وعیدیں:</u>

فریضہ زکاۃ کی ادائیگی پر جہاں من جانب اللہ انعامات وفوائد ہیں وہاں اس فریضہ کی ادائیگی میں غفلت برتنے والے کے لئے قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں وعیدیں بھی وارد ہوئیں ہیں، اور دنیا وآخرت میں ایسے شخص کے اوپر آنے والے وبال کا ذکر بکثرت کیا گیا ہے، ذیل میں ان میں سے کچھ ذکر کیے جاتے ہیں:

(1) جو لوگ زکاۃ ادا نہیں کرتے اُن کے مال کو جہنم کی آگ میں گرم کر کے اِس سے اُن کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا۔(سورة توبه: 34، 35)

(2) ایسے شخص کے مال کو طوق بنا کے اُس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا۔(سورة آل عمران: 180)

(3) ایسا مال آخرت میں اُس کے کسی کام نہ آسکے گا۔(سورة البقرة: 254)

(4) زکاۃ کا ادا نہ کرنا جہنم والے اعمال کا ذریعہ بنتا ہے۔(سورة اللیل: 5 تا 11)

(5) ایسے شخص کا مال قیامت والے دن ایسے زہریلے ناگ کی شکل میں آئے گا، جس کے سر کے بال جھڑ چکے ہوں گے، اور اس کی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں گے، پھر وہ سانپ اُس کے گلے کا طوق بنا دیا جائے گا، پھر وہ اس کی دونوں باچھیں پکڑے گا (اور کاٹے گا) اور کہے گا کہ میں تیرا وہ مال ہوں، میں تیرا جمع کیا ہوا خزانہ ہوں۔(صحیح البخاري، کتاب الزکاة، باب إثم مانع الزکاة، رقم الحدیث: 1403، 2/ 110، دار طوق النجاة)

(6) مرتے وقت ایسا شخص زکاۃ ادا کرنے کی تمنا کرے گا لیکن اس کے لئے سوائے حسرت کے اور کچھ نہ ہوگا۔(سورة المنافقون: 10۔صحیح البخاری، کتاب الزکلة، باب فضل صدقة الشحیح الصحیح، رقم الحدیث: 1419، 2/ 110، دار طوق النجاة)

(7) ایسے شخص کے لئے آگ کی چٹانیں بچھائی جائیں گی، اور اُن سے ایسے شخص کے پہلو، پیشانی اور سینہ کو داغا جائے گا۔(صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب إثم مانع الزکاة)

(8) ایسے افراد کو جہنم میں ضریع، زقوم، گرم پتھر، اور کانٹے دار و بد بودار درخت کھانے پڑیں گے۔(دلائل النبوة للبيهقي، باب الإسراء، رقم الحديث: 679)

(9) ایسے افراد سے قیامت میں حساب کتاب لینے میں بہت زیادہ سختی کی جائے گی۔(مجمع الزوائد، كتاب الزكاة، باب فرض الزكاة: 3/62)

(10) جب لوگ زکاۃ روک لیتے ہیں تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ان سے بارشیں روک لیتے ہیں۔(المستدرك للحاكم، رقم الحديث: 2577)

(11) جب کوئی قوم زکاۃ روک لیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو قحط سالی میں مبتلا کردیتے ہیں۔(المعجم الأوسط للطبراني، تحت من اسمه عبدان، رقم الحديث: 4577)

زکاۃ ادا کرنے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی:

عن سعيد الطائي أبي البختري أنه قال: حدثني أبو كبشة الأنماري أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: "ثلاثةٌ أُقسِمُ عليهن و أُحدِّثكم حديثاً فاحفظوه، قال: "ما نقَص مالُ عبدٍ من صدقةٍ ولا ظُلِمَ عبدٌ مَظلمةً فصبَر عليها إلا زاده الله عِزاً ولا فتح عبدٌ بابَ المسألةِ إلا فتح الله عليه بابَ فقرٍ أو كلمةً نحوها " و أُحدِّثكم حديثاً فاحفَظوه، قال: "إنما الدنيا لأربعةِ نفرٍ رزَقَه اللهُ مالاً و علماً فهو يتقي فيه ربَّه و يصِل فيه رحِمَه و يعلَم اللهَ فيه حقاً فهذا بأفضلِ المنازلِ و عبدٍ رزَقَه اللهُ علماً ولَم يرزُقه مالاً فهو صادِقُ النِّيَّة يقول لو أنّ لي مالاً لعمِلتُ بعملِ فلانٍ فهو بنيّته فأجرُهما سواءٌ و عبدٍ رزَقَه اللهُ مالاً و لَم يرزُقه اللهُ عِلماً فهو يخبِط في مالِه بغير علمٍ لا يتّقي فيه ربّاً ولا يصِلُ فيه رحِمَه ولا يعلم لِلّه فيه حقاً فهذا بأخبَث المنازلِ وعبدٍ لم يرزُقه اللهُ مالاً ولا علماً فهو يقول لو أنّ لي مالاً لَعمِلت فيه بعمل فلانٍ فهو بنيّته فوِزْرُهما سواءٌ ". (سنن الترمذي، كتاب الزهد، باب ما جاء مثل الدنيا مثل أربعة نفر، رقم الحديث: 2325، 4/562، مصطفى البابي الحلبي)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کہ میں تین چیزوں پر قسم اٹھاتا ہوں اور تمہیں ایک اہم خاص بات بتاتا ہوں، تم اسے یاد رکھنا۔ ارشاد فرمایا: کہ کسی بندے کا مال زکاۃ (وصدقہ) سے کم نہیں ہوتا، جس بندے پر بھی ظلم کیا جاتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرماتے ہیں۔ اور جو بندہ بھی سوال کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر فقر اور تنگ دستی کا دروازہ

کھول دیتے ہیں''، یا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کا کوئی جملہ ارشاد فرمایا''۔ اور میں [ﷺ] تمہیں ایک اور خاص بات بتاتا ہوں، سوتم اسے یاد رکھنا، ارشاد فرمایا: ''دنیا تو چار قسم کے افراد کے لیے ہے:

ایک اس بندے کے لیے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال اور دین کا علم، دونوں نعمتیں عطا فرمائیں، تو وہ اس معاملہ میں اپنے رب سے ڈرتا ہے (اس طرح کہ اس مال کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں استعمال نہیں کرتا اور علمِ دین سے فائدہ اٹھاتا ہے) اور اس علمِ دین اور مال کی روشنی میں رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہے اور اس (مال) میں اللہ تعالیٰ کے حق کو پہچانتا ہے۔ (مثلاً: مال کو اللہ تعالیٰ کے لیے وقف کرتا ہے، اور دینی علم سے دوسروں کو تبلیغ، تدریس اور افتاء وغیرہ کے ذریعے سے فائدہ پہنچاتا ہے) تو یہ شخص درجات کے اعتبار سے چاروں سے افضل ہے۔

دوسرے اس بندے کے لیے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے علم کی نعمت تو عطا فرمائی لیکن مال عطا نہیں فرمایا، لیکن وہ نیت کا سچا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں آدمی کی طرح عمل کرتا (جو کہ رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرتا ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے حق کو سمجھ کر عمل کرتا ہے) تو یہ شخص اپنی نیت کے مطابق صلہ پاتا ہے اور اس شخص کا اور اس سے پہلے شخص کا ثواب برابر ہے۔

تیسرے اس بندے کے لیے ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال کی نعمت عطا فرمائی، لیکن علم کی نعمت عطا نہیں فرمائی، تو وہ علم کے بغیر اپنے مال کو خرچ کرنے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا، اور نہ ہی اس مال سے صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی اس مال میں اللہ تعالیٰ کے حق کو سمجھتا ہے، تو درجات میں یہ سب سے بدتر بندہ ہے۔

چوتھے اس بندے کے لیے ہے، جس کو اللہ تعالیٰ نے نہ تو مال کی نعمت عطا فرمائی اور نہ علم کی، تو وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بھی اس مال کے سلسلے میں فلاں بندے کی طرح عمل کرتا (جو اپنے مال کے خرچ کرنے میں اللہ سے نہیں ڈرتا اور نہ ہی صلہ رحمی کرتا ہے اور نہ ہی مال میں اللہ تعالیٰ کے حق کو سمجھتا ہے) سو یہ بندہ اپنی نیت کے مطابق صلہ پاتا ہے پس اسکا گناہ اور وبال اس پہلے شخص کے گناہ اور وبال کے مطابق ہی ہوتا ہے''۔

زکاۃ کن افراد پر اور کن افراد کے لیے ہے؟

دنیا میں بسنے والے افراد کا جائزہ لیا جائے تو ان تمام افراد کو تین طبقات میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(1) مالدار افراد، جن پر مخصوص شرائط کے بعد زکاۃ فرض ہوتی ہے۔

(2) دوسرے غریب افراد، جن پر زکاۃ فرض نہیں ہوتی اور ان کے لیے زکاۃ لینا جائز ہے۔

(3) تیسرے وہ متوسط درجے کے افراد، جن پر زکاۃ تو فرض نہیں ہوتی لیکن ان کے لیے زکاۃ لینا بھی جائز نہیں۔

اب ان تینوں قسم کے افراد کو پہچاننے کے لیے کیا معیار اور کسوٹی ہے کہ اس کے مطابق ہر طبقے والا اپنی حالت اور کیفیت کو پہچان کر اس کے مطابق اپنے اوپر عائد احکامات الٰہیہ کو پہچان کر پورا کر سکے؟ اس کے لیے دو چیزوں کا جاننا ضروری ہے: ایک تو وہ کون سی اشیاء یا اموال ہیں جن کے ہوتے ہوئے زکاۃ فرض ہوتی ہے؟ اور دوسرا وہ اشیاء یا اموال کتنی مقدار میں ہوں کہ ان کے ہوتے ہوئے کوئی شخص زکاۃ دینے والا یا زکاۃ لینے والا ٹھہرتا ہے؟ ان میں سے پہلی چیز کو ''اموالِ زکاۃ'' اور دوسری چیز کو ''نصابِ زکاۃ'' سے پہچانا جاتا ہے۔ ذیل میں اموالِ زکاۃ اور نصابِ زکاۃ کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے:

اموالِ زکاۃ:

اموالِ زکاۃ سے مراد وہ اشیاء یا اموال ہیں جن کا (مخصوص مقدار میں) مالک ہونے پر (جس کو نصاب سے پہچانا جاتا ہے اور اس کی تفصیل آگے آرہی ہے) زکاۃ فرض ہوتی ہے۔ وہ کل چار قسم (کی اشیاء یا اموال) ہیں:

(1) سونا، عام ہے کہ وہ زیور کی شکل میں ہو، ڈلی ہو، اینٹ ہو یا کسی برتن وغیرہ کی شکل میں ہو، چاہے استعمال میں ہو یا نہ ہو، خالص ہو یا اس میں کوئی کھوٹ یا ملاوٹ وغیرہ ہو، بہر صورت یہ (سونا) مالِ زکاۃ ہے۔

(2) چاندی، عام ہے کہ وہ زیور کی شکل میں ہو، ڈلی ہو، اینٹ ہو یا کسی برتن وغیرہ کی شکل میں ہو، چاہے استعمال میں ہو یا نہ ہو، خالص ہو یا اس میں کوئی کھوٹ یا ملاوٹ وغیرہ ہو، بہر صورت یہ (چاندی) مالِ زکاۃ ہے۔

(3) نقدی، اپنے ملک کی ہو یا کسی اور ملک کی، اپنے پاس ہو یا بینک میں، چیک ہو یا ڈرافٹ، نوٹ ہو یا سکے، کسی کو قرض دی ہوئی ہو (بشرطیکہ ملنے کی امید ہو) یا اس کی سرمایہ کاری کر رکھی ہو، ان تمام صورتوں میں یہ (نقدی) مالِ زکاۃ ہے۔

(4) مالِ تجارت، یعنی تاجر کی دکان کا ہر وہ سامان جو بیچنے کی نیت سے خریدا گیا ہو اور تا حال اس کے بیچنے کی نیت باقی ہو، تو یہ (مالِ تجارت) مالِ زکاۃ ہے۔ (اور اگر مذکورہ مال (مالِ تجارت) کو گھر کے استعمال کیلئے رکھ لیا، یا اس کے بارے میں بیٹے یا دوست وغیرہ کو ہدیہ میں دینا طے کر لیا، یا پھر ویسے ہی اس مال کے بارے میں بیچنے کی نیت نہ رہی تو یہ مال، مالِ زکاۃ نہ رہا)۔ (بدائع الصنائع، کتاب الزکاۃ، أموال الزکاۃ: 2/100، دار إحیاء التراث العربي)

یہ کل چار قسم کے اموال ہیں جن پر (مخصوص مقدار تک پہنچنے پر) زکاۃ فرض ہوتی ہے، البتہ اگر کوئی مقروض ہو تو قرضوں کی ادائیگی کے بعد بچنے والے اموال کی زکاۃ دی جائے گی۔

نصابِ زکاۃ:

سطورِ بالا میں معاشرے کے تین طبقات کو بیان کیا گیا تھا، جن کی تمیز ''نصاب'' کے مالک ہونے پر موقوف ہے، اس تمیز کو سمجھنے کیلئے یہ جاننا ضروری ہے کہ نصاب دو قسم کا ہوتا ہے، ایک نصاب کا تعلق ''زکاۃ دینے والے'' سے ہے اور دوسرے نصاب کا تعلق ''زکاۃ لینے والے'' سے ہے، دونوں قسم کے نصابوں میں کچھ فرق ہے، جو ذیل میں لکھا جارہا ہے:

پہلی قسم کا نصاب (زکاۃ دینے والے کیلئے)

اللہ رب العزت نے اپنے غریب بندوں کے لیے امراء پر ان کے اموال کی ایک مخصوص مقدار پر زکاۃ فرض کی ہے، جس کو نصاب کہا جاتا ہے، اگر کوئی شخص اس نصاب کا مالک ہو تو اس پر زکاۃ فرض ہے اور اگر کسی کے پاس اس نصاب سے کم ہو تو اس شخص پر زکاۃ فرض نہیں ہے، اس نصاب میں صرف وہ (چاروں) اموالِ زکاۃ شامل ہیں جو اوپر ذکر کیے گئے چاروں قسم کے اموالِ زکاۃ کی وہ مخصوص مقداریں، جن پر زکاۃ فرض ہوتی ہے، ذیل میں لکھی جاتی ہیں:

(1) اگر کسی کے پاس صرف ''سونا'' ہو اور کوئی مال (مثلاً: چاندی، نقدی یا مالِ تجارت) نہ ہو تو جب تک سونا ساڑھے سات تولے (87،479 گرام) نہ ہو جائے اس وقت تک زکاۃ فرض نہیں ہوتی، اور اگر سونا اس مذکورہ وزن تک پہنچ جائے تو زکاۃ فرض ہو جاتی ہے۔ (بدائع الصنائع، کتاب الزکاۃ، صفۃ الزکاۃ: 2/105، دار إحياء التراث العربي)

(2) اگر کسی کے پاس صرف ''چاندی'' ہو اور کوئی مال (سونا، نقدی یا مالِ تجارت) نہ ہو تو جب تک چاندی ساڑھے باون تولے (612،35 گرام) نہ ہو جائے اس وقت تک زکاۃ فرض نہیں ہوتی، اور اگر چاندی اس مذکورہ وزن تک پہنچ جائے تو زکاۃ فرض ہو جاتی ہے۔ (بدائع الصنائع، کتاب الزکاۃ، أموال الزکاۃ: 2/100، دار إحياء التراث العربي)

(3) اگر کسی کے پاس صرف ''نقدی'' ہو اور کوئی مال (مثلاً: سونا، چاندی، یا مالِ تجارت) نہ ہو تو جب تک نقدی اتنی نہ ہو جائے کہ اس سے ساڑھے باون تولے (612،35 گرام) چاندی خریدی جا سکے، اس وقت تک زکاۃ فرض نہیں ہوتی اور اگر نقدی اتنی ہو جائے کہ اس سے ساڑھے باون تولے (612،35 گرام) چاندی خریدی جا سکے تو زکاۃ فرض ہو جاتی ہے۔ (بدائع الصنائع، کتاب الزکاۃ، أموال الزکاۃ: 2/103، دار إحياء التراث العربي)

(4) اگر کسی کے پاس سونا اور چاندی ہو (چاہے جتنی بھی ہو) یا سونا اور نقدی ہو یا سونا اور مالِ تجارت ہو یا چاندی اور نقدی ہو یا چاندی اور مالِ تجارت ہو یا (تینوں مال) سونا، چاندی اور نقدی ہو یا سونا، چاندی اور مالِ تجارت ہو یا (چاروں مال) سونا، چاندی، نقدی اور مالِ تجارت ہو تو ان تمام صورتوں میں ان اموال کی قیمت لگائی جائے گی، اگر انکی قیمت ساڑھے باون تولے (612،35 گرام) چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے تو زکاۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں۔ (بدائع الصنائع، کتاب الزکاۃ، صفۃ الزکاۃ: 2/105، 106، دار إحياء التراث العربي)

(جاری ہے)